Submission of E-contents

1. Name: DR. SYED MOHAMMAD QUASIM
2. Designation: Associate Professor
3. Department/College: URDU/S. Sinha college, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : UG
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone : B.A Hons Part III, Paper V Group A
7. Title/Heading of e-content : GHALIB KI SUFIYANA SHAERI
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

27.07.2020

غالب کی صوفیانہ شاعری

B.A Hons, Part III, Paper V
Group A

تصوف ایک خاص مذہبی اصطلاح ہے۔ اس کے ذریعہ انسان اپنے باطن کی صفائی کرتا ہے۔ صوفی شعراء نے صوفیانہ خیالات کے ذریعہ انسانوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ غالب کو صوفی شاعر کی حیثیت سے زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہے کیونکہ ان کے اردو کلام میں تصوف کا رنگ زیادہ گہرا نہیں ہے۔ البتہ غالب کے یہاں تصوف کا جو گہرا رنگ نظر آتا ہے وہ ان کے فارسی کلام کی وجہ سے ہے۔ بعض لوگوں نے غالب کے یہاں تصوف کو اس قدر سراہا ہے کہ اس کی ساری غالبیات بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن یہ حسن ظن ہے کیونکہ غالب کا اصل شاعرانہ رنگ ان کی غزل گوئی ہے اور غالب کا فن ہے جہاں ان کے متصوفانہ رموز و نکات عالمانہ سطح پر نظر آتے ہیں۔ غالب نے اپنے اس شعر میں کہ

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر غالب بادہ خوار نہ ہوتا تو ولی ہوتا لیکن غالب کا یہ خیال غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ کہ تصوف کے بیان کے لئے ولایت کی سند ضروری نہیں ہے۔ غالب کے اس شعر کی تنقید کرتے ہوئے نیاز فتح پوری نے ایک جگہ لکھا ہے کہ غالب شاعری کا ولی ہے۔ اگر وہ بادہ خوار نہ ہوتا تو شاعری کی ولایت اسے نہیں ملتی۔ انہوں نے مذکورہ شعر کے

دوسرے مصرعے میں یہ ترمیم کرکے کہ

تو بھی ولی نہ ہوتا جو نہ بادہ خوار ہوتا

غالب کے یہاں تصوف کا رنگ فارسی شاعری کے زیرِ اثر ہے اس لئے غالب کے یہاں تصوف کے اثرات ان کے فارسی اشعار میں ہی زیادہ پائے جاتے ہیں۔

غالب کی شاعری میں رند و شاہد بازی بھی ہے عشقِ حقیقی بھی ہے اور عشقِ مجازی بھی ہے۔ دین کا احترام بھی ہے اور مذاق بھی۔ اپنی شراب خوری پر افسوس بھی ہے اور اس کا جواز بھی۔ ان کے یہاں خدا کے ساتھ گستاخی بھی اور تسلیم و رضا کی تعلیم بھی — غالب وحدت الوجود کے مسائل کو اس بصیرت اور اس لذت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ کائنات کو وجد آجائے اور فرشتے گوش بر آواز ہو جائیں اور یہ نظریہ جابجا غالب کے کلام میں ملتا ہے۔ ہستی کے فریب اور وہم ہونے کے متعلق غالب کے کلام میں کثرت سے اشعار نظر آتے ہیں کہ

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

اس کے بعد کثرت و صفات کا تغیر و حوادث ان کے لئے معمہ بن جاتے ہیں۔ حیرت خود ایک قسم کی منطق کی پیداوار ہے کہ

جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود　　پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں　　غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں　　ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے

یہاں غالب سراپا سوال ہیں۔ عقل اور فلسفہ اس کا کوئی جواب

نہیں دیتے۔ اس لئے کہ جواب کی طرف سے سکوت ہے۔ غالب
کا عقیدہ وحدت الوجود پر راسخ ہے۔ ان کے خیال میں
عرفانِ حق کی منزل ایک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

اصل میں شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

پھر غالب کا یہ بھی خیال ہے کہ نور یا حسن ہی خدا کی آماجگاہ ہے چونکہ یہ سارا عالم حسن ہے اور حسن کو تقاضائے اظہار ہوا اس لئے دنیا عدم سے وجود میں آگئی۔ غالب کا دل خود مائل حسن کے احساس سے سرشار تھا۔ غالب کے یہاں حسن خدا کی ذات ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس حسن کی کارفرمائی ہماری زندگی کا سبب ہے کہ

دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خودبیں

غالب کے فلسفۂ تصوف میں انسانی زندگی کو سمجھنے کی کوشش ملتی ہے۔ غالب زندگی سے موت کی طرف کے سفر کو عشرت قرار دیتے ہیں۔ اس لئے موت ایک منزل ہے اور فنا کا ضمیر مقدم ضروری ہے۔ غالب کہتے ہیں کہ قطرہ دریا سے علیحدہ ہو کر وجود میں آتا ہے اس لئے وجود کا فنا ہونا ہی دراصل اس کی عشرت اور بشارت کا وسیلہ ہے کہ

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

غالب کے کلام میں بہت سے ایسے اشعار بھی ملتے ہیں جن کی معنویت

اور فن لطافت ذہن انسان کو دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں غالب زندگی اور کائنات کے رموز کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ غالب کے بعض وہ اشعار جن میں صوفیوں کے نظریات کی وضاحت کی گئی ہے ان میں خالص تصوف کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اشعار دیکھئے ہو

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا　　یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے　　تیرا پتہ نہ پائیں تو ناچار کیا کریں

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

بہر کیف غالب کو اپنے مائل تصوف ہونے پر بڑا ناز تھا اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں کیونکہ ان کے یہاں تصوف انسان اور انسانیت کی ذہنی اور روحانی تہذیب کے لئے ایک طریقۂ عمل ہے اور اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالب کے یہاں جو تصوف ہے اس میں وحدت الوجودی نظریہ حاوی ہے لیکن غالب کا تصوف عملی نہیں ہے لیکن ان کے صوفیانہ خیالات ان کی شاعری کو پر وقار بناتے ہیں۔

DR. SYED MOHAMMAD QUASIM
Associate Professoh
Deptt. of Urdu, S. Sinha College, Auhangabad
Couhse: B.A. Hons. Paht III, Paper V Group-A
Title/Heading of EContent: GHALIB KI SUFIYANA SHAERI
Whatsapp No. 9431632576